موقع ملے گا بھی تو صرف اللہ کے حکم سے ملے گا۔ اسی طرح ایک بینا آدمی آنکھوں کی قدر نہیں کرتا لیکن نابینا کے پاس اِن کی قدر ضرور ہوتی ہے۔

ایک انگریز مصنفہ ہیلن کیلر جو کہ پیدایشی نابینا تھیں اپنے ایک مضمون Three Days to See (دیکھنے کے لیے تین دن) میں رقم طراز ہیں کہ "اکثر دیکھنے والے نہیں دیکھ سکتے کیونکہ وہ اپنی آنکھوں کا صحیح استعمال نہیں جانتے"۔ وہ اس کی مثالیں دیتی ہیں کہ: یہ واقعہ بھی ہے کہ کوئی شخص کسی پارک' جنگل یا بازار میں ڈیڑھ دو گھنٹے گھوم آئے۔ آپ جب اس سے وہاں کا احوال پوچھیں تو وہ دو چار جملوں سے زیادہ اپنے تاثرات بیان نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ بہت ساری چیزوں کو اُس نے دیکھا ہی نہیں ہوگا"۔ وہ آگے ایک جگہ تجویز کرتی ہیں کہ ہر شخص کو اپنی آنکھیں اس طرح استعمال کرنی چاہییں گویا کہ وہ کل اندھا ہو جائے گا۔ صرف اسی طرح انسان آنکھوں کے بھرپور استعمال سے آشنا ہو سکے گا۔

یہ بھی نعمت کی معرفت میں شامل ہے کہ انسان نعمت کے فوائد اور استعمالات پر برابر غور کرتا رہے۔ ارشاد باری ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (ابراھیم ۱۴:۳۴)' اس آیت کا ترجمہ عموماً یہ کیا جاتا ہے کہ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے"۔ حالانکہ یہاں لفظ نعمت بطور واحد استعمال ہوا ہے جس کی جمع اَنْعُمْ ہے۔ چنانچہ اس آیت کا زیادہ فصیح ترجمہ یہ بنتا ہے کہ: "اگر تم اللہ کی نعمت (کے فوائد) کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے"۔ مثال کے طور پر پانی ایک نعمت ہے لیکن اس کا صرف ایک فائدہ نہیں ہے۔ اس پانی کو انسان پیتا ہے' اسی سے کھانا پکتا ہے' اسی سے فصلوں میں ہریالی ہے۔ پھلوں میں ذائقہ ہے' موسم کی گرمی و سردی ہے' یہی پانی آج توانائی کا منبع ہے۔ اسی طرح سورج ایک نعمت ہے لیکن اس کا بھی صرف ایک فائدہ نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہ نعمتیں ہمہ جہتی اور کثیر الفوائد ہیں' بلکہ ان میں سے ہر ایک انسانی زندگی کے لیے لازمی اور ضروری (vital) ہے۔ ذرا سوچیں' اگر اس کرۂ ارض پر آکسیجن نہ رہے تو کیا روے زمین پر زندگی کے کوئی آثار رہیں گے؟ اگر پانی خشک ہو جائے تو کیا انسان اور دیگر کسی جان دار کا اس زمین پر زندہ رہنا ممکن ہوگا؟ یا سورج مستقل غروب ہو جائے تو زندگی کا پہیہ کیسے چلے گا؟ غرض' ہر نعمت اتنی اہم ہے کہ گویا اُسی پر زندگی کا دارومدار ہے۔ مزید یہ کہ یہ تمام نعمتیں ہمیں بالکل مفت'

بہت بڑے پیمانے پر اور بغیر طلب کے میسر ہیں۔

نعمت سے محروم لوگوں پہ نظر

دل کو شکر کا گہوارہ بنانے کے لیے بندۂ مومن کو چاہیے کہ دنیاوی نعمتوں کے سلسلے میں ہمیشہ اُن لوگوں پر نظر مرکوز رکھے جو اِن نعمتوں سے محروم ہیں۔ لیکن آج المیہ یہ ہے کہ انسان کی نظر نیچے کے بجاے اُوپر کو جاتی ہے' اور وہاں جا کر ٹھیرتی ہے جہاں انسان حسرت و یاس کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں شیخ سعدی کا ایک واقعہ لائق مطالعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

> ایک مرتبہ میں سفر پر تھا۔ دورانِ سفر جوتے ٹوٹ گئے۔ چنانچہ برہنہ پا سفر جاری رکھا اور اتنی رقم پاس نہ تھی کہ نئے جوتے خرید سکوں۔ دل میں شکوہ پیدا ہوا کہ مجھ جیسا عالم جوتوں کے بغیر سفر کر رہا ہے۔ راستے میں ایک مسجد میں نماز کے لیے رکا تو دیکھا کہ ایک شخص بھیک مانگ رہا ہے' جس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا: اے اللہ! تیرا شکر کہ میرے پاؤں تو سلامت ہیں۔ کیا ہوا جو مجھے جوتا میسر نہیں۔ یہی وہ اندازِ فکر ہے جو بندۂ مومن کا دل شکر سے معمور کر دیتا ہے۔

نعمت ایک آزمایش

نعمت کے حوالے سے ایک تیسرا پہلو بھی قابلِ غور ہے' اور وہ یہ کہ یہ ایک آزمایش ہے' چنانچہ ارشاد باری ہے:

> مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اس کو آزمایش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا اور جب وہ اس کو آزمایش میں ڈالتا ہے اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ (الفجر ۸۹:۱۵-۱۶)

اس کے مقابلے میں بندۂ مومن کا حال یہ ہے کہ وہ ظاہری حالت کے بجاے پوشیدہ آزمایش کی طرف خیال کرتا ہے۔ یہی احساس فاقہ کشی میں اُسے صابر اور خوش حالی میں اُسے شاکر رکھتا ہے۔ اسی کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے جس کی طرف قرآن نے یوں اشارہ کیا ہے:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○ (التکاثر ۱۰۲:۸)

پھر ضرور اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

اس آیت کی تفسیر میں سیرت کا یہ واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے ہمراہ ایک انصاری صحابیؓ کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اُنھوں نے آپ حضرات کے سامنے کھجوروں کا ایک خوشہ لاکر رکھ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم خود کھجوریں توڑ لاتے۔ اُنھوں نے کہا: میں چاہتا تھا خوشہ حاضر کر دوں اور آپ اپنی پسند سے کھجوریں توڑ کر تناول فرمائیں۔ چنانچہ آپؐ اور آپؐ کے اصحاب نے کھجوریں تناول فرمائیں اور ٹھنڈا پانی نوش کیا۔ پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ ان نعمتوں میں ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن جواب دہی کرنا پڑے گی۔ یہ ٹھنڈا سایہ، یہ میٹھی کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔

یہ وہ طرزِ فکر اور طرزِ عمل ہے جو انسان کے دل کو شکر کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔ اسی طرزِ عمل سے وہ اپنی زبان کو حمدِ الٰہی سے مزین کر سکتا ہے، اور اپنے عمل کو قانونِ الٰہی کا پابند بنا سکتا ہے۔

ترجمان القرآن کا پیغام

اپنے تک محدود رکھنے کے لیے نہیں ہے

یہ رسالہ خود اپنا پیغام ہے

اللہ نے استطاعت دی ہے تو ہر ماہ

۴، ۵ پرچے دفتر یا کاروبار کے ساتھیوں اور رشتہ داروں کو دیجیے

یقیناً ان میں سے کچھ سالانہ خریدار بنیں گے

خود بھی اجر سمیٹیں گے

آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بنیں گے

حج و عمرہ نیز قومی و بین الاقوامی فضاؤں میں پرواز کے لیے

قرطبہ ٹریولز

ایسے جیسے اپنے

عمرہ پر جانے والے 15 ہزار سے زائد افراد کا اعتماد (پنجاب بھر میں اول پوزیشن پر ہے)

ٹرانسپورٹ یا رہائش نا ملنے کی سہولت میں ریفنڈ کی سہولت

آپکو لمحہ بہ لمحہ باخبر رکھنے کے لیے جدید ترین انٹرنیٹ سافٹ ویئر

ہمارے ۔اسلام آباد۔ لاہور۔ سرگودہا۔ گوجرانوالہ۔ دفاتر میں اپنا پاسپورٹ جمع کرواتے وقت لیا گیا
Password ہماری ویب سائیٹ www.qurtubatravels.com میں انٹر کریں۔

اور جان جائیں

آپ کا پاسپورٹ وزارت حج سعودیہ کو اپرول کیلئے کس تاریخ کو بھیجا گیا ہے اور اپرول کس تاریخ کو آئی ہے۔
سعودی ایمبسی میں پاسپورٹ ویزہ کے لئے کس تاریخ کو جمع ہوا ہے اور ویزہ کس تاریخ کو لگا ہے۔
کونسی تاریخ جانے کے لیے کنفرم ہوئی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد پاکستان میں آپ کی فیملی کو باخبر رکھتا ہے۔
کہ آپ کس ہوٹل میں کس کمرہ میں ٹھہرے ہیں اور وہاں کا فون نمبر کیا ہے۔

ہمارے اعتماد کو داد دیجیے ہم نے آپ سے کچھ بھی تو نہیں چھپانا

UAN-111-786-313
اسلام آباد۔ لاہور۔ سرگودہا۔ گوجرانوالہ

قرطبہ سنٹر یونیورسٹی روڈ سرگودہا Ph:0483-720308-223005 Fax:726851	5-SNC سنٹر بلیو ایریا اسلام آباد Ph:051-2876051-52-53 Fax:2876054	نیو ورلڈ ہوٹل ڈیورنڈ روڈ لاہور Ph:042-6312513-14-15-16 Fax:6303167	D بلاک ٹرسٹ پلازہ گوجرانوالہ Ph:055-3846801 Fax:055-3636602

آبادی کا عالمی منظرنامہ

محمد الیاس انصاری ○

حضرت انسان بھی خوب ہیں۔ اس بات پر پریشان رہے کہ آبادی میں اضافہ ہوتا جائے گا اور یہ بم پھٹے گا تو کیا ہوگا؟ یا اب اس پر پریشان ہیں کہ آبادی کم ہوتی گئی (اور بوڑھی نسل میں اضافہ ہوتا گیا) تو اس دنیا کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ کے کام مقررہ اندازوں سے ہوتے ہیں لیکن بندہ اپنی عقل و دانش سے ان اندازوں کو بگاڑتا ہے اور پھر ان کے نتائج بھگتتا ہے۔

وسط ستمبر ۲۰۰۴ء میں اقوام متحدہ نے انتباہ جاری کیا کہ دنیا کے بڑے شہروں کی آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے۔ لاگوس کی آبادی ۱۹۹۵ء میں ۶۵ لاکھ تھی' جو ۲۰۱۵ء تک ایک کروڑ ۶۰ لاکھ ہونے کا امکان ہے۔

یہ مکمل کہانی نہیں ہے' حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں خاندانوں میں اولاد کی تعداد کم سے کم تر ہوتی جا رہی ہے۔ شرح افزائش میں ۱۹۷۲ء کے مقابلے میں آدھی سے زیادہ کمی واقع ہو چکی ہے۔ پہلے ایک عورت چھے بچوں کو جنم دیتی تھی اب وہ اوسطاً صرف ۲٫۹ بچوں کو جنم دیتی ہے۔ ماہرین آبادی کے مطابق اس تعداد میں تیزی سے مزید کمی واقع ہوتی جا رہی ہے۔

دنیا کی آبادی میں اضافہ بہرحال جاری رہے گا۔ آج دنیا کی آبادی ۶ ارب ۴۰ کروڑ ہے جو ۲۰۵۰ء میں ۹ ارب تک جا پہنچے گی۔ اس کے بعد آبادی میں بہت تیزی سے کمی ہونا شروع ہو جائے گی۔ اُس وقت آبادی کی کمی کے اثرات سامنے آجائیں گے تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے

○ اسسٹنٹ پروفیسر یونی ورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹکنالوجی (UMT)' لاہور

تدابیر کی جائیں گی۔ کئی ممالک میں یہ عمل پہلے ہی شروع ہو چکا ہے۔ آبادی کا یہ نیا توازن قوموں کی قوت' عالمی معاشی افزایش' ہماری زندگیوں کا معیار' غرض دنیا کی ہر چیز کو تبدیل کر دے گا۔

یہ انقلابی تبدیلی ترقی یافتہ ممالک نہیں' بلکہ ترقی پذیر ممالک کے ذریعے آئے گی۔ ہم میں سے اکثر لوگ آبادی کے رجحانات کے حوالے سے یورپ کے بارے میں آگاہ ہیں جہاں برسوں سے شرح پیدایش میں کمی آتی جارہی ہے۔ اس توازن کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ یورپ کی ہر عورت کے ہاں ۱ء۲ بچے پیدا ہوں مگر یورپ میں شرح پیدایش اس سے بھی کہیں کم ہے۔ اقوام متحدہ کی آبادی رپورٹ ۲۰۰۲ء کے مطابق فرانس اور آئرلینڈ ۸ء۱ بچوں کے تناسب سے یورپ میں سب سے بلند شرح پیدایش' جب کہ اٹلی اور اسپین ۲ء۱ بچوں کے تناسب سے یورپ میں سب سے کم شرح پیدایش کے حامل ممالک ہیں' جب کہ ان کے درمیان جرمنی جیسے ممالک ہیں جن کی شرح پیدایش ۴ء۱ کے تناسب سے یورپ کی اوسط کے مطابق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگلے ۴۰ برسوں میں جرمنی کی کُل ۸ کروڑ ۲۵ لاکھ آبادی میں سے پانچواں حصّہ کم ہو جائے گا۔

یہی صورت حال پورے یورپ میں ہے۔ بلغاریہ کی آبادی میں ۳۰ فی صد' رومانیہ میں ۲۷ فی صد' جب کہ ایسٹونیا میں ۲۵ فی صد کمی ہوگی۔ مشرقی یورپ کے بعض خطے جو پہلے ہی کم آبادی کا شکار ہیں' ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ 'بیابان' میں تبدیل ہو جائیں گے۔

یہ اندازے اور تخمینے برلن انسٹی ٹیوٹ فار پاپولیشن اینڈ ڈویلپمنٹ کے ڈائرکٹر Reiner Klingholz کے ہیں۔ روس پہلے ہی سالانہ ساڑھے سات لاکھ آبادی کی کمی کا شکار ہو رہا ہے۔ روسی صدر نے اس صورت حال کو ''قومی بحران'' قرار دیا ہے۔ یہی حالت مغربی یورپ کی بھی ہے جہاں زیادہ نہیں تو اس صدی کے وسط تک سالانہ ۳۰ لاکھ لوگوں کی کمی ہوجایا کرے گی۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اسی روش کو نہایت تابعداری کے ساتھ اندھوں کی طرح اپنا رہے ہیں۔ جاپان جلد ہی آبادی کے خسارے سے دوچار ہونے والا ہے۔ اقوام متحدہ کے تخمینوں کے مطابق اگلے چار عشروں میں جاپان اپنی موجودہ ۳ء۱ شرح پیدایش کے سبب ۱۲ کروڑ ۷۰ لاکھ کی آبادی کا ایک چوتھائی کھو بیٹھے گا۔ مگر چین کا کیا کیا جائے جہاں ۱۹۷۰ء میں شرح پیدایش ۸ء۵ تھی' آج گھٹ کر ۸ء۱ رہ گئی ہے۔ چین کی مردم شماری

سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار کے مطابق شرح پیدائش اس سے بھی کم یعنی ۳ء۱ ہے۔ دوسری جانب اوسط عمر میں اضافہ ہونے کے باعث بوڑھوں کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہوتا جا رہا ہے کہ چین کی ایک ہی نسل میں جتنے لوگ بوڑھے ہوں گے وہ پورے یورپ میں ایک سو سال میں نہیں ہوئے ہوں گے۔ چین اور جاپان کے بارے میں یہ اعداد و شمار نہایت مستند ادارے Centre for Strategic and International Studies واشنگٹن نے اپنی ایک رپورٹ میں شائع کیے ہیں۔ جسے نیوزویک نے ۲۷ ستمبر ۲۰۰۴ء کے شمارے میں نقل کیا ہے۔

۲۰۱۵ء میں چین امریکا سے زیادہ بوڑھا ہوگا، یعنی چینی بوڑھے بہت زیادہ تعداد میں ہوں گے۔ ۲۰۱۹ء یا اس کے آس پاس چین کی آبادی اپنی انتہا کو چھوتے ہوئے ڈیڑھ ارب تک جا پہنچے گی۔ (اس وقت ۲۰۰۵ء میں چین کی کل آبادی ایک ارب ۳۰ کروڑ ۳۴ لاکھ ۵۸ ہزار ۵ سو ۲۷ ہے)۔ صدی کے درمیان تک چین کی آبادی فی نسل کے حساب سے ۲۰ سے ۳۰ فی صد گھٹتی جائے گی۔

ایسی ہی صورت حال ایشیا کے ان ممالک میں بھی ہے جہاں چین کی طرح تحدید آبادی کے سخت گیر قوانین اور پالیسیاں نافذ نہیں ہیں۔ ترقی یافتہ صنعتی اقوام مثلاً سنگاپور، ہانگ کانگ، تائیوان اور جنوبی کوریا میں نسلِ انسانی کی افزایش میں کمی کا رجحان بیان کیا جا رہا ہے۔ یہ حقائق واشنگٹن کے American Enterprise Institute کے ماہر آبادیات نکولس ایبرسٹیٹ کے بیان کردہ ہیں۔ اس فہرست میں تھائی لینڈ، برما، آسٹریلیا، سری لنکا، کیوبا، متعدد کیریبین (Caribbean) اقوام اور اسی طرح یوروگوئے اور برازیل کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ میکسیکو اس قدر تیزی سے بوڑھا ہو رہا ہے کہ اگلے چند عشروں میں نہ صرف یہ کہ اس کی آبادی میں اضافہ رک جائے گا، بلکہ امریکا کے مقابلے میں یہاں آبادی کہیں زیادہ بوڑھوں پر مشتمل ہوگی۔ ایبرسٹیٹ کے بقول ''اگر یہ اعداد و شمار درست ہیں تو پھر دنیا کی آدھی سے زیادہ آبادی ایسے ممالک کے اندر رہ رہی ہوگی جہاں مرنے والوں اور پیدا ہونے والوں کی تعداد یکساں ہو، یعنی نہ کمی نہ اضافہ۔ ان اعداد و شمار میں کچھ مستثنیات بھی ہیں، مثلاً یورپ میں البانیہ اور کوسووا میں آبادی کی افزایش صحیح انداز سے جاری ہے۔ اسی طرح سے کچھ خطے ایشیا میں بھی ہیں، مثلاً منگولیا، پاکستان اور فلپائن۔

اقوام متحدہ کا اندازہ ہے کہ مشرقِ وسطی کی آبادی اگلے بیس برسوں میں دُگنی ہو جائے گی۔

مشرقِ وسطیٰ کی موجودہ آبادی ۳۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ہے جو ۲۰۵۰ء میں بڑھ کر ۶۴ کروڑ ۹۰ لاکھ ہو جائے گی۔ دنیا میں سب سے زیادہ شرح پیدایش والا ملک سعودی عرب ہے جس کی شرح ۵ء۷ ہے۔ اس کے بعد فلسطینی علاقے ہیں جہاں یہ شرح ۵ء۴ ہے۔ پھر یمن کی باری آتی ہے۔

کچھ چیزیں حیرت انگیز بھی ہیں۔ مثلاً تیونس کم آبادی والے ممالک میں جاچکا ہے۔ (تیونس کی موجودہ آبادی ایک کروڑ سے کچھ زائد ہے)۔ لبنان اور ایران آبادیاتی خسارے کی دہلیز پر ہیں۔ مجموعی طور پر اس خطے کی آبادی میں اگرچہ اضافہ جاری ہے لیکن اس کی وجہ پیدایش کے وقت بچوں کی وفات کی شرح میں کمی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں یہاں شرح پیدایش تیزی سے گھٹ رہی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آنے والے عشروں میں مشرق وسطیٰ میں بھی دنیا کے دوسرے خطوں کے مقابلے میں بوڑھوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔

افریقہ میں شرح پیدایش بلند ہے۔ ایڈز کی وبا کے پھیلاؤ کے باوجود اندازہ ہے کہ افریقہ کی آبادی میں اضافے کی رفتار جاری رہے گی اور یہی معاملہ امریکا کا ہے۔

ماہر سماجیات بین ویٹن برگ (Ben Wattenberg) Fewer: How the new Demography of Depopulation will shape our future. میں لکھتا ہے کہ ''سیاہ طاعون کے زمانے سے لے کر اب تک کے ۶۵۰ برسوں میں شرح پیدایش اور بارآوری (fertility) کی شرح آج تک اتنی تیزی سے اتنے مقامات پر کبھی نہیں گری۔

اقوام متحدہ کی مذکورہ رپورٹ کے مطابق دنیا میں ہر جگہ لوگ دیہات سے شہروں کی جانب نقل مکانی کر رہے ہیں۔ یہ شہر ۲۰۰۷ء تک دنیا کی کُل آبادی کا نصف سموئے ہوئے ہوں گے۔ پھر شہروں میں بچے پالنا نفع بخش کام کے بجائے نقصان کا سودا ہوگا۔

۱۹۷۰ء سے ۲۰۰۰ء کے دوران نائیجیریا کی شہری آبادی ۱۴ فی صد سے بڑھ کر ۴۴ فی صد تک جا پہنچی۔ جنوبی کوریا میں یہ ۲۸ فی صد سے ۸۴ فی صد پر چلی گئی۔ لاگوس سے لے کر نیومیکسیکو سٹی تک نام نہاد عظیم شہروں کی آبادیوں میں دیکھتے دیکھتے حیرت انگیز اضافہ ہوگیا مگر ملک کی مجموعی آبادی کی شرح پیدایش میں کمی آ گئی۔ پھر دوسرے عوامل بھی اپنی جگہ کارفرما ہیں مثلاً خواتین میں شرح تعلیم میں اضافے اور اسکولوں میں بچیوں کے داخلے کی تعداد میں اضافے کی وجہ سے شرح

پیدایش میں کمی آ گئی ہے۔ اسی طرح دنیا بھر میں دیر سے شادی کرنے کے رجحان کے ساتھ ساتھ اسقاطِ حمل اور طلاق نے بھی آبادی میں اضافے کی رفتار کو کم کر دیا ہے۔ گذشتہ عشرے میں مانع حمل آلات اور ادویات کے استعمال میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ اقوام متحدہ کے اعداد و شمار کے مطابق ۶۲ فی صد شادی شدہ یا inunion (ایسی خواتین جو شادی کے بغیر مردوں کے ہمراہ زندگی گزاریں) خواتین جو بچے پیدا کرنے کی عمر کی حامل ہیں' اب غیر فطری ضبطِ تولید کے ذرائع استعمال کر رہی ہیں۔ ہندستان جیسے ممالک میں جو ایچ آئی وی (ایڈز وائرس) کے عالمی دارالحکومت کی شکل اختیار کر گئے ہیں وہاں یہ وبا کی تحدید آبادی میں ایک عنصر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔

روس میں تحدید آبادی کے عوامل میں شراب نوشی' گرتی ہوئی صحت اور صنعتی آلودگی شامل ہے جو مردوں کی مجموعی تولیدی صلاحیت (sperm counts) کے بگاڑ کا اصل سبب ہیں۔

دولت بچوں کی پیدایش کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ یہ چیز یورپ میں ایک عرصے سے دیکھی گئی اور اب ایشیا میں بھی یہی صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ ماہر سماجیات ویٹن برگ کے بقول "سرمایہ داری بہترین آلۂ مانع حمل ہے"۔(Capitalism is the best contraceptive)

آبادی کی یہ صورت حال اپنے اندر کیا مضمرات سمیٹے ہوئے ہے اور عالمی معیشت پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟ اس بارے میں فلپ لونگ مین (Philip Longman) نے اپنی ایک حالیہ کتاب *The Empty Cardle: How Falling Birth Rates Threaten World Prosperity and What to do about it*' یعنی "خالی پنگوڑے: گرتی ہوئی شرح پیدایش دنیا کی خوشحالی کے لیے کس طرح خطرہ ہیں اور اس کا حل کیا ہے؟" میں تفصیلات بیان کی ہیں۔

فلپ لانگ مین نیو امریکا فاؤنڈیشن واشنگٹن میں ماہرِ آبادیات ہے۔ وہ آبادی کے اس رجحان کو عالمی خوش حالی کے لیے ایک خطرہ تصور کرتا ہے۔ چاہے جایداد کا کاروبار ہو یا صارفین کی جانب سے کیے جانے والے اخراجات۔ معاشی ترقی اور آبادی کا باہمی قریبی تعلق ہوتا ہے۔ فلپ نے بڑے خوب صورت انداز میں ایک بات کہی ہے کہ "ایسے لوگ بھی ہیں جو اس امید سے چپکے ہوئے ہیں کہ متحرک معیشت بڑھتی ہوئی آبادی کے بغیر ممکن ہے مگر ماہرین اقتصادیات کی اکثریت

اس بارے میں قنوطیت پسند ہے‘‘۔

ماہرین آبادیات کی پیش گوئی کے مطابق اٹلی میں اگلے چار عشروں میں کام کے قابل آبادی میں ۴۰ فی صد کمی آئے گی، جب کہ یورپی کمیشن کے مطابق براعظم یورپ میں بھی اتنی ہی کمی واقع ہوگی۔ پھر جب ۲۰۲۰ء میں بچوں کی افزایش میں اضافے کے خواہش مند ریٹائر ہو جائیں گے تو اس وقت کیا بنے گا؟ جرمنی، اٹلی، فرانس اور آسٹریا میں ۲۰۰۴ء میں پنشن کے حوالے سے اصلاحات کے ضمن میں ہونے والی ہڑتالوں اور مظاہروں کو یورپ کے بزرگوں اور آنے والی نسلوں کے درمیان بڑی سماجی لڑائیوں کے اندیشے کا آغاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگر اس کا موازنہ چین سے کیا جائے تو پھر یہ تو محض ایک چھوٹی جھڑپ ہوگی کیونکہ چین میں بوڑھے زیادہ ہوں گے اور وہاں ایسے حقوق کی جنگ شدید ہوگی۔ چین میں مارکیٹ اصلاحات نے ’’جھولے کی جگہ قبر‘‘ کے فوائد کی طرف توجہ دینا شروع کر دی ہے، جب کہ کمیونسٹ پارٹی نے معقول سماجی حفاظتی نظام روبہ عمل لانے کے لیے ترتیب ہی نہیں دیا ہے۔ CSIS کے مطابق ریٹائرمنٹ پر پنشن کی سہولت ملک کی ایک چوتھائی سے بھی کم آبادی کو حاصل ہے جس کی وجہ سے بزرگوں کی دیکھ بھال کا تمام بوجھ اس نسل پر ہوگا جو اس وقت بچے ہیں۔

چین کی ’’ایک بچہ پالیسی‘‘ نے نام نہاد ’’۱-۲-۴ مسئلہ‘‘ کی سمت اختیار کرلی ہے۔ اس مسئلے میں آج کا بچہ آنے والے کل میں اپنے والدین اور چار دیگر افراد یعنی دادا، دادی اور پڑدادا پڑدادی کی دیکھ بھال کا ذمہ دار ہوگا۔ چین میں آمدنیاں اس بوجھ کی تلافی کے لیے تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہیں۔ کچھ نوجوان دیہات سے نکل کر شہروں کا رخ کر گئے ہیں جس کی وجہ سے ایسے گھرانوں کے بزرگوں کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ پھر بوڑھی ہوتی ہوئی چینی آبادی جلد ہی چین کی عالمی کاروباری مسابقت کو گہنا دے گی کیونکہ چین کی معاشی ترقی کا اس وقت انحصار نہ ختم ہونے والی مسلسل سستی لیبر فورس کی فراہمی پر ہے۔ مگر ۲۰۱۵ء کے بعد اس لیبر فورس کی فراہمی کا سلسلہ ٹھنڈا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو چینی ماہر اقتصادیات ہوانگانگ (Hu Angang) نے بیان کی ہیں۔ اُن کے مطابق اس مسئلے سے نبٹنے کے لیے چین تقریباً بے اختیار ہوگا۔ اس کا حل چین کو نہایت مغربی انداز میں اختیار کرنا ہوگا یعنی اسے اپنی ورک فورس کا